

زمانہ غیبت میں حضرت (عج) کا کردار

<?xml encoding="UTF-8?>

ایک سوال جو بہت زیادہ کیا جاتا ہے وہ یہ ہے کہ حضرت بقیۃ اللہ (عج) زمانہ غیبت میں کس طرح استفادہ کریں؟ جبکہ غیبت کے زمانہ میں امام علیہ السلام تک کسی کی رسائی بھی نہیں ہے تو وہ کون سا طریقہ ہے یا سادہ الفاظ میں یوں بیان کریں کہ وجود مقدس بقیۃ اللہ (عج) کا ہماری زندگی میں کیا کردار ہے؟ یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ یہ سوال آئمہ علیہم السلام کے زمانہ میں بھی کیا جاچکا ہے اور متعدد روایت میں ہمیں اس کا جواب ملتا ہے ہم نمونہ کے طور پر چند ایک روایت کو بیان کرتے ہیں۔

پہلی روایت:

حضرت جابر بن عبداللہ انصاری نے حضرت پیغمبر اسلام (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) سے سوال کیا کہ ”آیا زمانہ غیبت میں شیعہ حضرت قائم آل محمد علیہ السلام سے استفادہ کرسکیں گے۔ حضرت رسول اکرم (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) نے فرمایا:

”ای والذی بعثنی بالنبوۃ انہم لیستضیوُن بنورہ و ینتفعون بولایتہ فی غیبتہ کانتفاع بالشمس و وَاَنْ تَجْلَّہَا سحاب“

ہاں اس خدا کی قسم جس نے مجھے پیغمبری کے لیئے منتخب کیا ان سے شیعہ ان سے اور انکے نور ولایت سے اسی طرح فائدہ اٹھائیں گے جس طرح سورج جب بادلوں میں چھپ جائے تو اس سے فائدہ اٹھایا جاتا ہے۔۱

دوسری روایت:

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ”جب سے اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو خلق کیا ہے اور روز قیامت تک یہ زمین نہ حجت خدا سے خالی رہی ہے اور نہ رہے گی“
راوی نے سوال کیا: ”پھر غائب امام علیہ السلام سے کس طرح استفادہ کیا جاسکتا ہے؟
امام علیہ السلام نے فرمایا:

”کَمَا ینتفعون بالشمس اذا سترھا السحاب“ جیسا کہ بادلوں میں چھپنے کے بعد سورج سے استفادہ کیا جاتا ہے ۲

تیسری روایت:

حضرت حجت عجل اللہ فرجہ الشریف خود اپنی توقیع میں جو اپنے دوسرے نائب

خاص حضرت محمد بن عثمان کے ذریعہ اسحاق بن یعقوب (رہ) کے نام بھیجتے ہیں، فرمایا :

اما وجه الإنتفاع بی فی غیبتی فکالانتفاع بالشمس اذا غیبتھا عن الابصار السحاب ۳

”اور لوگ مجھ سے غیبت میں اس طرح مستفیض ہونگے جیسے سورج کے بادلوں میں چھپ جانے کے بعد مستفیض ہوتے ہیں۔“

حدیث ”من مات ولم يعرف“ کی توضیح اور تشریح:

البتہ بہت سے مخالفوں نے یہ سوال اٹھایا ہے کہ جب ہم امام علیہ السلام کو دیکھ نہیں سکتے اور ان کی بات کو سن نہیں سکتے تو ہم کس طرح اس متفقہ حدیث پر عمل کرسکتی ہیں ۔ رسول خدا (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) نے فرمایا:

”من مات و لم يعرف امام زمانہ مات میتة جاهلیة“

(جو بھی اس حالت میں مرے کہ اپنے زمانہ کے امام کو نہ پہچانتا ہو تو وہ جاہلیت کے زمانہ کے کافر کی موت مرے گا)

جیسا کہ ذکر ہوچکا ہے اس حدیث کا صادر ہونا تواتر^۴ سے ثابت ہوچکا ہے اسی وجہ سے بعض علماء اہل سنت نے سوال اٹھایا تو پھر زمانہ غیبت میں ہم کیونکر امام علیہ السلام کو پہچان سکتے ہیں ؟ اور کیسے فائدہ اٹھا سکتے ہیں ؟

علمائے شیعہ نے جواب دیا کہ پہلی بات یہ ہے کہ فائدہ فقط اس بات پر منحصر نہیں ہے کہ امام علیہ السلام کی زیارت کی جائے ۔

خود حضرت (عج) کے وصی ہونے کی تصدیق کرنا کیونکہ منصب خدا کی طرف سے عطاء شدہ ہے اور دراصل یہ خدا کی تصدیق ہے یہ بھی ذاتاً مطلوب ہے ۔ اور یہ بات ارکان دین میں سے ہے جیسا کہ حضرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کے زمانہ میں تھا۔

فقط حضرت پیغمبر (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی زیارت کرنے والوں کو مسلمان نہیں کہا جاتا تھا۔ بلکہ زیارت کرنا یا نہ کرنا تو کبھی بھی معیار نہیں رہا۔ معیار تو آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی نبی اللہ کی حیثیت سے تصدیق اور آپ (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) پر ایمان لانا تھا۔

دوسری بات یہ ہے کہ جو لوگ رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی وفات کے بعد دنیا میں آئے انہوں نے تو حضرت (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) کی زیارت نہیں کی جبکہ آج تک کیا بلکہ قیامت تک کسی کے مسلمان ہونے کی بنیادی شرط یہ ہے کہ خدا اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم) پر ایمان لایا جائے۔

اسی اعتراض کی بنا پر بعض علماء مخالف نے حدیث شریف میں معرفت امام کا مطلب کتاب خدا کی معرفت جانا ہے۔ ۵۔

جس کے جواب میں عرض کرتی چلیں کہ روایت میں امام کا ساتھ زمانہ کا اضافہ ہے یعنی ”زمانہ کے امام“ اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر زمانہ میں امام مختلف ہوگا یا دوسرے الفاظ میں یوں کہیں کہ یہ تو امام کے تبدیل ہونے کا ثبوت ہے جبکہ قرآن تو ہر زمانے میں ایک ہی رہا ہے اور رہے گا اور اس کتاب خدا کے بدلنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا اس بات پر تمام مسلمانوں کا اتفاق ہے۔

اگر یہی بات ہوتی تو کہہ دیا جاتا کہ کتاب خدا کی معرفت حاصل کرو نہ یہ کہ زمانہ کی کتاب کی معرفت حاصل

حدیث شریف میں حضرت کی سورج سے تشبیہ:

اس حدیث شریف کو سمجھنے کے لیئے جس میں حضرت بقیۃ اللہ الاعظم (عج) کو سورج سے تشبیہ دی گئی ہے ضروری ہے کہ سورج کے کردار پر ایک نظر ڈالی جائے۔

ہمارا منظومہ شمسی (سولر سیسٹم) اگرچہ کائنات میں ایک ناچیز حیثیت رکھتا ہے ابھی تک کی تحقیق کے مطابق تیس ہزار سے زیادہ منظومہ کا انکشاف ہوچکا ہے جبکہ یہ جستجو اور تحقیق ہمیشہ جاری رہے گی باوجود اسکے کہ اس عظیم خلقت خداوند متعال کو دیکھ کر ہمارے منظومہ شمسی کی کوئی حیثیت باقی نہیں رہ جاتی لیکن کیونکہ ہم اسی منظومہ سی زیادہ مائوس ہیں لہذا اسی کو معیار گفتگو قرار دیں گے۔

سورج کے گرد متعدد سیارے مسلسل گردش میں ہیں جس میں سے تیسرا نمبر ہماری زمین کا آتا ہے ہماری یہ زمین ۵۹۵۵ بلین ٹن وزن کے ساتھ چار ہزار ملین سال سے ۱۰۶۲۰۰ کیلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے سورج کے گرد گھوم رہی ہے اس کے باوجود کبھی بھی اپنے مدار سے خارج نہیں ہوتی ہے اس کی وجہ وہ جاذبہ اور کشش ہے کہ جو سورج میں پایا جاتا ہے۔ جو زمین کو اپنی جانب کھینچتا ہے اور دوسری طرف سے زمین میں وہ قدرت ہے کہ جو مسلسل اپنے مرکز (سورج) سے دور ہونے کے اوپر صرف کر رہی ہے۔ انہی دونوں قوتوں اور کشش کا نتیجہ ہے کہ زمین اپنے مدار میں باقی ہے۔

اگر ایک لمحہ کے لئے بھی سورج اپنی کشش کو روک لے تو یہ زمین اپنے مدار سے خارج ہونے کے بعد دوسرے سیاروں سے ٹکرا کر ریزہ ریزہ ہو جائے گی اسی طرح سے اگر زمین اپنی قوت دافعہ کو ایک لمحہ کے لئے بھی ختم کر لے تو سورج سے جا ٹکرائے گی یہ سورج جو ۳ ملین اور ۳۳۰ ہزار زمین کے برابر وزن رکھتا ہے جس کی وجہ سے زمین کا نام و نشان باقی نہیں رہے گا۔

حیات اور بقاء زمین اس پر متوقف ہے کہ زمین اور سورج مسلسل اپنی قوت دافعہ اور جاذبہ کو برقرار رکھیں اگر یہ رابطہ لمحہ بھر کے لئے بھی منقطع ہو جائے تو اسی وقت زمین کا وجود عدم میں بدل جائے گا۔ سورج کا کردار زمین اور منظومہ شمسی کے دوسرے سیاروں کی بقاء کے لیئے بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔

اسی طرح کائنات میں جہان ہستی کی نسبت سے مرکزی کردار امام زمانہ (عج) کا ہے یہ جہان ہستی اپنے محور اور مرکز حضرت حجت (عج) کے گرد گردش میں ہے میں ہے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی رابطہ منقطع ہو جائے تو سب کے سب فوراً ہلاک ہو جائیں گے۔ حجت خدا کا صرف موجود ہونا ہی بقاء زندگی کے لئے کافی ہے اگر یہ حجت نہ رہے تو کائنات فنا ہو جائے گی۔

۱: کمال الدین ج ۱، ص ۲۵۳، بحار الانوار ج ۳۶، ص ۲۵۰، مرآۃ العقول ج ۴، ص ۲۷۔

۲: امالی صدوق ص ۱۵۷، کمال الدین ص ۲۰۷، بحار الانوار ج ۵۲، ص ۹۲، فرائد السمطين ج ۱، ص ۴۶، ینابیع المودة ج ۱، ص ۷۶، ج ۳، ص ۳۶۱۔

۳: بحار الانوار ج ۵۳، ص ۱۸۱، کمال الدین ج ۲، ص ۲۸۵، غیبت شیخ طوسی (رہ) ص ۱۷۷، احتجاج طبر سی (رہ) ص ۲۷۱، اعلام الوری ص ۲۲۲، کشف الغمہ ج ۳، ص ۳۲۲، النوادر فیض کاشانی ص ۱۶۲، کلمہ الامام مہدی

ص ۲۲۵، المختار من کلمات الامام المہدی ج ۱ ص ۲۹۲۔

۴: تواتر اسے کہتے ہیں کہ ایک روایت اتنی تعداد میں مختلف روایوں اور واسطوں سے ایسے نقل کی جائے کہ

اس کے جھوٹ ہونے کا احتمال بھی باقی نہ رہے۔

۵: مراۃ العقول، ج ۴، ص ۲۸۔